قربانی کے احکام ومسائل

مفتی محمد قاسم اوجھاری

ناشر:
اسلامی مرکز تحقیق واشاعت، اوجھاری، ضلع امروہہ، یوپی، انڈیا

تفصیلات

نام کتاب : قربانی کے احکام ومسائل
مرتب : محمد قاسم اوجھاری
صفحات : ۴۰
سن اشاعت : محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست ۲۰۲۲ء
ناشر : اسلامی مرکز تحقیق واشاعت، اوجھاری، ضلع امروہہ، یوپی، انڈیا

Published By:

islamic Research & Publication's Center

Ujhari, District Amroha, UP, India (244242)

Email: Qasimujhari1@gmail.com Qasimujhari@yahoo.com
Mobile: 9719452901

فہرست

مقدمہ

نحمدہ ونستعینہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا سلسلہ سب سے پہلے انسان سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہے، آدم علیہ السلام کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل نے سب سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی تھی۔ قرآن کریم کہتا ہے: **واتل علیھم نبأ ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر۔** (سورۃ المائدۃ ۲۷) اور آپ ان کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجیے، جب ان میں سے ہر ایک نے اللہ کے لیے کچھ نیاز پیش کی تو ان میں سے ایک کی نیاز قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہیں کی گئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہابیل نے مینڈھے کی قربانی کی تھی اور قابیل نے کھیت کی پیداوار میں سے کچھ غلہ صدقہ کر کے قربانی پیش کی تھی، اس زمانے کے دستور کے مطابق آسمانی آگ نازل ہوئی اور ہابیل کے مینڈھے کو کھا لیا، قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا (تفسیر ابن کثیر ۵۱۸/۲)

قربانی کا عبادت ہونا آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی ہے اور اس کی حقیقت تقریباً ہر ملت میں رہی ہے، البتہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے ذریعے اس قربانی کے دستور کو ایک نیا رخ ملا ہے، حضرت ابراہیمؑ نے عالم خواب میں قربانی کا حکم پا کر محبت الٰہی میں غرق ہو کر اطاعت خداوندی کے تمام تر جذبات میں اپنے بیٹے اسماعیل کے گلے پر چھری رکھ دی تھی اور یہ واضح کر دیا تھا کہ ابراہیم کا دل اس کے رب کے سوا کسی

کا مسکن نہیں ہے، وہ عشق الٰہی سے معمور ہے اور اس کے تمام تر جذبات اطاعت خداوندی کے تابع ہیں؛ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے جنت سے فدیہ بھیج کر اس کو حضرت اسماعیلؑ کی جگہ پر ذبح کرایا، ساتھ ہی تقرب کی نیت سے جانور ذبح کرنے کا سلسلہ قیامت تک کے لیے جاری کر دیا گیا۔

سابق انبیاء کی شریعتوں میں قربانی کا تسلسل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک آ پہنچتا ہے، جس کا طریقہ یہ تھا کہ قربانی کا جانور ذبح کیا جاتا، وقت کے نبی دعا مانگتے، آسمان سے خاص کیفیت کی آگ اترتی اور اسے کھا جاتی، جسے مقبولیت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ قرآن کریم کہتا ہے: **الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تأکلہ النار۔** (سورۃ آل عمران ۱۸۳) یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ وعدہ لیا ہے کہ ہم کسی پیغمبر پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی لے کر نہ آئے جسے آگ کھا جائے۔

زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ جانور کی قربانی کرتے تھے، جس کا طریقہ یہ تھا کہ جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور ذبح کرنے کے بعد خون کعبہ معظّمہ کی دیواروں پر لگا دیتے تھے، اور گوشت بتوں کے سامنے اکھٹا کر دیتے تھے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے قربانی کا حکم باقی رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: **فصل لربک وانحر۔** (سورۃ الکوثر ۲) کہ آپ اپنے رب کے نام سے قربانی کیجیے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ مشرکین عرب غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے رب کے نام پر جانور ذبح کریں۔ ساتھ ہی زمانۂ جاہلیت کی مذکورہ رسم کو ختم کرنے کے لیے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔** (سورۃ

حج ۳۷) کہ اللہ کے حضور میں جانوروں کا گوشت اوران کا خون نہیں پہنچتا ہے بلکہ وہ تو تمہارے تقوے کو دیکھتا ہے۔یعنی اللہ تعالی کو جانوروں کے خون اور گوشت وغیرہ کی قطعا ضرورت نہیں ہے، وہ توصرف یہ دیکھتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کس قدر خوف الٰہی اور تقوی موجود ہے، اطاعت وفرماں برداری کے کس قدر جذبات موجزن ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی اصل روح اور حقیقت اللہ تعالی کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہوئے اپنی تمام خواہشات کوقربان کرنا ہے، جانور قربان کرنے میں یہی حکمت پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالی کی محبت اوراس کی اطاعت میں تمام خواہشات نفسانیہ کوایک ایک کرکے ذبح کردیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں مسلسل قربانی کرتے رہےاورصحابہ کرام کو بھی قربانی کی عظمت واہمیت سے آگاہ فرماتے رہے، اسی لیے امت مسلمہ کے لیے قربانی کرنا سنت ابراہیمی بھی ہےاورسنت مصطفی بھی ہے۔قربانی کے احکام ومسائل کو جاننا بہت ضروری ہے، تاکہ اس عبادت کواصول وضوابط کے ساتھ بحسن وخوبی انجام دیا جاسکے۔

زیرنظر کتاب میں قربانی کے موقع پر پیش آنے والے بعض اہم اور ضروری احکام ومسائل بیان کیے گئے ہیں، معتبر فقہی کتابوں سے ہر مسئلہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔اس کتاب کو مرتب کرنے میں جن کتابوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے اللہ تعالی ان تمام کتابوں کے مصنفین کو اجرعظیم عطا فرمائے، اللہ رب العزت ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے اوراس کتاب کوامت کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔

محمد قاسم اوجھاری

قربانی کی لفظی اور اصطلاحی تعریف

ماہِ ذی الحجہ میں جو احکامات امتِ مسلمہ کو دیے گئے ہیں ان میں ایک خاص اور اہم حکم قربانی کا ہے، قربانی ایک اہم عبادت ہے، جو کہ شعائر اسلام میں سے ہے۔ قربانی اصل میں لفظ ''قربان'' سے ماخوذ ہے، چنانچہ صراح میں لکھا ہے، ''**قربان بالضم وھو مایتقرب به إلی اللّٰہ تعالی یقال قربت للّٰہ قربانًا**''۔ یعنی قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ انسان خدا تعالی کا قرب ڈھونڈتا ہے، چنانچہ کہتے ہیں: ''**قربت للّٰہ قرباناً**'' کہ میں نے اللہ کے لیے قربانی دی۔ عرف میں قربانی کے معنی ''**نسکیة**'' یعنی ذبیحہ کے آتے ہیں۔ (مفردات القرآن: ۴۴۶)

عیدالاضحیٰ کے موقع پر جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں ان کو ذبح کر کے بھی انسان قرب الٰہی کا طالب ہوتا ہے اور اللہ تعالی کی رضا جوئی طلب کرتا ہے، اس لیے اس فعل کا نام بھی قربانی ہوا، عرفِ عام میں قربانی کا لفظ زیادہ تر اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے، یعنی قربانی سے مراد وہ جانور ہوتا ہے جو رضائے الٰہی کے لیے عیدالاضحیٰ کے موقع پر ذبح کیا جاتا ہے اور جس عمل سے انسان اللہ تعالی کے قرب کا طلب گار ہوتا ہے، جو اس بات کا سبق بھی ہوتا ہے کہ ہر صحیح مقصد تک پہنچنے کے لیے قربانی شرط اولیں ہے۔

قربانی کی حقیقت

قربانی ایک چھ بے جان حروف کا مجموعہ ہے، مگر اس مجموعے پر جب غور کیا جاتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں کتنی مشقتوں سے گذرنا پڑتا ہے، یہ بظاہر بہت دشوار گذار گھاٹی ہے، مگر حیات جاودانی کا پیغام اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ عبادات مالیہ میں سے ایک عظیم

عبادت ہے، جو صاحب استطاعت افراد پر ہر سال مخصوص ایام اور اوقات میں واجب ہے۔ یہ درحقیقت رب کریم کے پیارے خلیل حضرت ابراہیمؑ کی اس عظیم قربانی کی یاد ہے جب آپ نے عالم خواب میں قربانی کا حکم پا کر اپنی جان سے عزیز لخت جگر حضرت اسماعیلؑ کے پھول کی پتی سے نازک اور ریشم سے زیادہ نرم گلے پر اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں چھری رکھ دی تھی اور اس قربانی کے ذریعے رضائے الٰہی کے ساتھ فرشتوں کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا اور یہ واضح کر دیا تھا کہ ابراہیم کا دل اپنے رب کے سوا کسی کا مسکن نہیں ہے، وہ محبت الٰہی سے معمور ہے، کسی اور کی محبت اس پر غالب نہیں ہے، اس کے تمام تر جذبات محبت خداوندی کے تابع اور عشق الٰہی سے معمور ہیں۔

قربانی کی ابتدا اور پس منظر

قربانی ایک اہم ترین عبادت ہے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جب ملک شام جا پہنچے، تو آپ نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی کہ اے میرے رب! مجھے ایک نیک فرزند عطا فرما، اللہ تبارک وتعالی نے ابراہیمؑ کی یہ دعا قبول فرمائی اور ایک حلیم المزاج فرزند حضرت اسماعیلؑ کی شکل میں عطا فرمایا۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو اپنا مسکن بنایا اور حضرت اسماعیل بھی چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے، تو ایک دن حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ میں اس لختِ جگر کو اللہ کے حکم سے ذبح کر رہا ہوں، آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ یہ حکم خداوندی ہے، کیونکہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے، چنانچہ آپ اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوئے اور حضرت اسماعیلؑ سے کہا کہ اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو اللہ کے حکم سے ذبح کر رہا ہوں، سو تمہاری اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟ حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ ابا جان!

آپ کو جو حکم ہوا ہے، آپ اسے بلا تأمل پورا کیجیے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔

الغرض جب دونوں نے خدا کے حکم کو تسلیم کرلیا اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے کروٹ پر لٹادیا اور چاہتے تھے کہ ان کو ذبح کرڈالیں، فوراً حکم خداوندی نازل ہوا کہ اے ابراہیم! تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا، اب اس لخت جگر کو چھوڑ دو۔ پھر اللہ تبارک وتعالی نے ایک ''دنبہ'' بھیجا اور اس دنبہ کو حضرت اسماعیلؑ کی جگہ پر ذبح کیا گیا۔ یہ قربانی کی ابتدا ہے، جو کہ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے اور یہ سنت ابراہیمی آج تک پوری دنیا میں جاری اور ساری ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی، روح المعانی)

قربانی ایک عظیم عشقیہ عبادت ہے

ذرا ایک مہربان باپ کا تصور کیجیے! جو اولاد سے محروم ہو، پھر بڑی تمناؤں اور آرزؤں کے بعد اسے عالم پیری میں اولاد کا سہارا حاصل ہوا اور وہ انتہائی محبت اور بے حد قلبی تعلق کے ساتھ اپنے خون جگر سے اس کی پرورش کرے، اسی کو اپنی زندگی کا واحد سہارا اور عصائے پیری خیال کرے، یہاں تک کہ وہ لخت جگر جوان ہوجائے اور باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بن جائے، گویا کہ زندگی کی ساری تمنائیں اس پر مرکوز ہوجائیں، پھر اچانک اس امیدوں کے چراغ کو گل کرنے کا حکم پہنچے اور یہ صدائے الٰہی آئے کہ اے ابراہیم! میری رضا کے لئے اپنے اس بچے کو قربان کردو، پھر وہ اللہ کا نبی اس حکم کی تعمیل میں ذرہ برابر بھی پس وپیش نہ کرے اور اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے نونہال کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہوجائے، صرف اس لیے کہ یہ اللہ کا حکم ہے، یہ یقیناً اللہ سے سچی محبت اور عشق الٰہی کی واضح دلیل ہے۔

اس خالق و مالک کو اپنے مخلص بندے کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس نے اس سنت ابراہیمیؑ کو ہمیشہ کے لیے باقی رکھا، قیامت تک کے لیے مسلمانوں کو اس عظیم قربانی کا پابند بنا دیا اور جانور کی قربانی کو اولاد کی قربانی کا درجہ عطا فرما دیا۔ دراصل یہ قربانی ایک جانور کی قربانی نہیں اور نہ ہی اللہ پر کوئی احسان ہے، بلکہ یہ ایک عظیم عشقیہ عبادت ہے، جو درحقیقت اللہ سے سچی محبت اور اس کی رضا کے سامنے ہر چیز کو حقیر سمجھنے اور دنیا کی بڑی سے بڑی دولت کو ٹھکرا دینے کا سبق ہے۔

اسلام میں قربانی

دنیا میں پرانی قوموں سے یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ جانوروں کے ذبح کرنے کو تقرب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، جس کے مختلف طور و طریقے تھے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے ذریعے اللہ تعالی کی رضا جوئی کی خاطر جنتی مینڈھے کی قربانی کرا کر اس دستور کو صحیح رخ دے دیا گیا۔ نبی علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو اسلام کے اندر بھی یہ طریقہ نہ صرف مشروع ہوا بلکہ مطلوب و محمود قرار پایا۔ قرآن و حدیث میں قربانی کی بہت زیادہ تاکید کی گئی اور وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی اور وعید کے کلمات وارد ہوئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو اللہ تعالی نے قربانی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: **فصل لربک وانحر۔** (سورۃ الکوثر ۲) کہ آپ اپنے رب کے نام سے جانور ذبح کیجیے۔ حضرت عبداللہ بن عباس، عطاء، مجاہد، عکرمہ، حسن بصری، قتادہ، محمد بن کعب قرظی اور ضحاک رحمہم اللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ: مشرکین عرب غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے رب کے

نام پر جانور ذبح کریں۔(تفسیر ابن کثیر ۴/۲۴۷تفسیر رازی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ طیبہ میں مسلسل قربانی کرتے رہے اور صحابہ کرام کو بھی اس کی عظمت واہمیت سے آگاہ فرماتے رہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:**أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَ سِنِيْنَ يُضَحِّي** (جامع الترمذی: ۱/۴۰۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں دس سال قیام فرمایا،اس قیام کے دوران آپ قربانی کرتے رہے۔

لہٰذا امت مسلمہ کے لیے قربانی دینا سنت ابراہیمی بھی ہے اور سنت مصطفی بھی ہے۔

قربانی کی فضیلت اور حکم

احادیث میں قربانی کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں، ایک حدیث میں ہے، حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں: حضرات صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپؐ نے ارشادفرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ اس میں ہم کو کیا ملے گا؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔(سنن ابن ماجه:۳۱۱۸)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: قربانی کے دنوں میں انسان کا کوئی عمل اللہ تعالی کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور وہ آدمی قیامت کے دن اس جانور کی سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا،اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالی کے نزدیک مقبول ہوجاتا ہے،لہذا اے اللہ کے بندو! پوری خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔(جامع ترمذی:۱۴۱۳)

حضرت حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو

شخص اس طرح قربانی کرے کہ اس کا دل خوش ہو اور وہ اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو تو وہ قربانی اس شخص کے لیے دوزخ سے آڑ ہو جائے گی۔ (طبرانی کبیر)

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک قربانی واجب ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانی کا حکم دیا ہے اور احادیث میں قربانی کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے اور وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

قربانی نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس قربانی کی وسعت ہو (صاحب نصاب ہو) اور پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ (سنن ابن ماجہ ۳۱۱۴، الترغیب والترھیب: ۲/۱۰۳)

دیکھیے! پیغمبر علیہ السلام نے وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والوں کے لیے کس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ لہذا قربانی کے سلسلہ میں ذرہ برابر بھی غفلت نہ برتیں۔ صاحب حیثیت حضرات ہر حال میں قربانی کریں۔

قربانی کا مقصد

قربانی کا عمل دیکھ کر بظاہر لگتا ہے کہ قربانی اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ اس کا گوشت کھایا جائے اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے، لیکن قربانی کا مقصد نہ تو گوشت ہے اور نہ خون اور نہ ہی کوئی دنیوی نفع، بلکہ قربانی کا مقصود قربانی کرنے والے کا اخلاص اور تقوی ہے؛ جس طرح روزے میں بھوکا رہنا مقصود نہیں، نماز میں اٹھنا بیٹھنا مقصود نہیں، بلکہ اخلاص وللّٰہیت، خشوع وخضوع، تقوی اور اللہ کی محبت مطلوب ہوتی ہے؛ اسی طرح قربانی

کا مقصد بھی یہی ہے کہ بندہ اللہ کے حکم کو دلی اخلاص کے ساتھ بجالائے، اسی حقیقت کو قرآن کریم کی اس آیت میں واضح کیا گیا ہے: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلاَ دِمَائُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (سورۃ حج ۳۷) یعنی اللہ کے پاس نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون، بلکہ وہ تو تمہارے تقوی کو دیکھتا ہے کہ کون ہمارے حکم کے سامنے اخلاص کے ساتھ سر تسلیم خم کرتا ہے؟ کس کے دل میں کتنا خوف الٰہی اور تقوی موجود ہے؟ اور اطاعت وفرماں برداری کے کتنے جذبات موجزن ہیں؟۔ لہذا اگر کوئی صرف گوشت یا چرم کو مقصود بنا کر قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی بے فائدہ ہے اور اس کی مثال اس انسانی جسم کی سی ہے جس میں سے روح نکل گئی ہو، جس کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں: قربانی میں قربت وعبادت کی نیت کرنا ضروری ہے، حتی کہ اگر کسی نے صرف گوشت کھانے کی نیت سے قربانی کی تو اس کی قربانی درست نہیں ہوگی، اور بڑے جانور میں کسی بھی شریک کی نیت صرف گوشت کھانے کی ہے تو اس جانور میں شریک سب لوگوں کی قربانی درست نہیں ہوگی۔ (ردالمحتار زکریا: ۹/ ۴۷۲۔ فتاوی تاتارخانیۃ ۱۷/ ۴۵۰)

جانور قربان کرنے کی حکمت

امت مسلمہ کو قربانی کرنے کا حکم ملتِ ابراہیمی کا اتباع اور حضرت ابراہیمؑ کی بے مثال سنت کو اپنانے کی وجہ سے دیا گیا ہے، حضرت ابراہیمؑ نے چونکہ بیٹے کی قربانی دی تھی اس لیے اصل عمل تو یہی تھا کہ امت مسلمہ کا ہر فرد بھی بیٹے کی قربانی دیتا، لیکن امت مسلمہ کو اس کی جگہ جانور کی قربانی دینے کا حکم ہے؛ بظاہر یہی حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ اول تو بہت سے لوگوں کے پاس بیٹا ہوتا ہی نہیں، دوسرے یہ کہ اگر بیٹے کا حکم ہوتا تو بہت کم لوگ ایسے نکلتے جو یہ عمل انجام دیتے، لہٰذا حق تعالی کا یہ بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے

جانور کو بیٹے کے قربان کرنے کے قائم مقام قرار دیا، یعنی امت مسلمہ کو جانور قربان کرنے میں وہی اجر وثواب ملے گا جو ابراہیمؑ کو بیٹا قربان کرنے میں ملا تھا۔ اس سے قربانی کی عظمت واہمیت بھی آشکارا ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: ترغیب الاضحیۃ ۱۲۸)

ملتِ ابراہیمی کی اتباع کا حکم کیوں؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام ملتوں اور ادیان و مذاہب کو منسوخ کرنے والی ہے، یہ آخری شریعت اور آخری قانون خداوندی ہے، اب کوئی نئی شریعت قیامت تک دنیا میں آنے والی نہیں ہے، اسی لیے اس شریعت نے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے؛ لیکن پھر بھی امت محمدیہ کو ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم اس حیثیت سے نہیں ہے کہ وہ ملت ابراہیم ہے، بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی ہے اور ملت ابراہیمی بھی اسی کا ایک لقب ہے اور یہ لقب اس لیے ہے کہ یہ دونوں ملتیں (ملت ابراہیم، ملت محمدیہ) آپس میں اصولاً اور فروعاً متناسب ہیں، یعنی دونوں ملتوں کے بہت سے احکام ایک ہی طرح کے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ نہیں فرمایا کہ "اتبعوا إبراهيم" کہ ابراہیمؑ کا اتباع کرو، بلکہ "اتبعوا ملة ابراهيم" فرمایا، یعنی ابراہیمؑ کی ملت کا اتباع کرو۔

الغرض! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیمؑ سے بہت قرب ہے، نسب کے اعتبار سے بھی اور شریعت کے اعتبار سے بھی، نسب کے اعتبار سے تو ظاہر ہے کہ حضورؐ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہیں اور شریعت کے اعتبار سے اس لیے کہ حضورؐ کی شریعت حضرت ابراہیمؑ کی شریعت سے بہت ملتی جلتی ہے، اصول میں بھی اور فروع میں بھی؛ اسی لیے "اتبعوا ملة إبراهيم" فرمایا گیا کہ ملت ابراہیم کا اتباع کرو۔ (ترغیب الاضحیۃ ۱۲۰)

قربانی اور مادہ پرستی

آج ہم ایسے دور سے گذر رہے ہیں اور ایسے ماحول میں سانس لے رہے ہیں جہاں دین کے بنیادی ستونوں پر بھی خوب طعنہ زنی کی جاتی ہے، کچھ لوگوں نے تو دین کو بدنام کرنے اور دینی احکامات پر چہ می گوئیاں کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، کہنے والے یہاں تک کہتے ہیں کہ قربانی ایک بے فائدہ کام اور دولت کا ضیاع ہے، (نعوذ باللہ) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس قربانی کی وجہ سے قوم کا لاکھوں کروڑوں روپیہ پانی کی طرح نالیوں میں بہہ جاتا ہے؛ یہ ذہنیت دین بیزاری اور مادہ پرستی کی دین ہے، لوگ مادہ پرستی سے متأثر ہوکر دینی احکامات پر بھی موشگافیاں کرنے لگے ہیں، ہزاروں کروڑوں روپیہ بے فائدہ اور لایعنی کاموں میں خرچ کردیتے ہیں، اس پر کوئی افسوس نہیں اور جب دینی احکام کی باری آتی ہے تو حساب لگانے شروع کردیے جاتے ہیں، جہاں بے شمار فوائد اور ثواب وثمرات ہیں وہاں مال کے خرچ کرنے پر افسوس؟ اور بے فائدہ لایعنی کاموں میں بغیر حساب کے پیسہ خرچ کیا جاتا ہے، یہی ذہنیت لوگوں کو دین بیزار اور مغرب پرست بنا رہی ہے۔

یاد رکھیں! مال ودولت اللہ رب العالمین کا دیا ہوا ہے، وہ جب چاہے گا دے گا اور جب چاہے گا لے لے گا، وہ اپنے دیے ہوئے مال کا حساب بھی ضرور لے گا؛ لہٰذا جہاں ہمیں مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہاں بخوشی مال خرچ کریں، خواہ قربانی ہو یا دیگر کوئی دینی کام۔ یہ عجیب بات ہے کہ لوگ پورے سال کھاتے کماتے ہیں اور اللہ تعالی اپنی شان رزاقی کے مطابق پورے سال خوب رزق دیتے ہیں اور جب اس کی راہ میں خرچ کرنے کی باری آتی ہے، مثلاً سال میں صرف ایک مرتبہ قربانی واجب ہوتی ہے،

جو کہ معمولی پیسوں میں بھی ادا ہوجاتی ہے، وہ بھی لوگوں پر بڑی گراں گذرتی ہے؛ اور بعض لوگ تو اس سے بچنے کے لیے طرح طرح کے حیلے اور بہانے کرتے ہیں، جبکہ اس قربانی پر بے شمار ثواب مرتب ہوتا ہے، لیکن ہم ثواب کو نہیں دیکھتے بلکہ معمولی پیسوں کو دیکھتے ہیں، ہمیں اس ذہنیت کو ختم کرنے کی ضرورت ہے، احکامات خداوندی کے سامنے اخلاص کے ساتھ سرِ تسلیم خم کرنا چاہیے، اسی میں ہماری کامیابی اور کامرانی مضمر ہے۔

اللہ تعالی ہمارا خالق و مالک ہے، وہ جس وقت جو چاہے حکم دے، اس کا کوئی حکم یا کسی چیز سے روکنا حکمت سے خالی نہیں ہے، بندوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے بتائے ہوئے کسی بھی حکم میں کسی علت اور وجہ کا مطالبہ کریں، اس نے اپنے سامنے ہمیں جھکنے کا حکم دیا ہے، ہمارے ذمے اس کی اطاعت لازم ہے، اس نے ہمیں روزے میں جائز اور حلال چیزوں کے کھانے سے روکا ہے، ہمارے لیے رکنے میں ہی خیر ہے، اس نے ہمیں اپنے پسندیدہ اور عمدہ مال میں سے اپنے دربار میں قربانی پیش کرنے اور خون بہانے کا حکم دیا ہے، ہمیں دل وجان سے اس حکم کو قبول کرنا ہے اور اس کی رضاوخوشنودی کے لیے اسے عملی جامہ پہنانا ہے۔

قربانی کا سبق اور پیغام

ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوتے ہی قربانی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، اور ۱۰ / ذی الحجہ کو تاریخ کا اہم ترین واقعہ پوری اسلامی دنیا میں دوہرایا جاتا ہے، ہر صاحب نصاب مرد وعورت پر قربانی واجب ہوتی ہے اور وہ قربانی کر کے اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس نے حکم خداوندی کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا ہے، وہ سنت ابراہیمی کا پوری طرح متبع ہے؛ لیکن اس اتباع کا مطالبہ صرف خون بہانے اور جانور ذبح کر دینے سے نہیں ہوسکتا

جب تک کہ ہم اپنی زندگی کے ہر ہر لمحے کو اسوۂ ابراہیمی کا پابند نہ بنائیں، ایثار وقربانی انسان کی معراج رفعت ہے، جو انسان کو بلندیوں تک پہنچاتی ہے، اس کے بغیر انسان کو معتبریت حاصل نہیں ہوتی، آج کا انسان ذرا سی سختی سے گھبرا اٹھتا ہے، امتحان کے عمل سے حیران و پریشان ہوجاتا ہے، اگر ہم سنت ابراہیمی پر غور کریں تو اس سے بڑھ کر انسانی تاریخ میں ایثار وقربانی اور صبر وتحمل کی کوئی دوسری مثال نظر نہیں آتی۔

آج ہم تاریخ عالم کے جس انوکھے واقعے کی یادگار منا رہے ہیں اس کے لیے قطعاً یہ کافی اور مناسب نہیں ہے کہ راہِ خدا میں متعینہ جانوروں میں سے کسی ایک کو ذبح کرکے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے اس سنت ابراہیمی کو ادا کردیا جس کا دین حنیف کے داعی حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا تھا اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لیے اس کے گلے پر چھری رکھ دی تھی، اگر ہمارا یہی خیال ہے تو ہم نے قربانی اور اس عظیم سنت کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ دراصل یہ قربانی یادگار ہے حضرت ابراہیمؑ کی خشیت الٰہی اور جذبۂ اطاعت خداوندی کی، یہ قربانی یاددلاتی ہے حضرت اسماعیلؑ کے راہِ خدا میں قربان ہونے کے ولولے عزم اور حوصلے کی۔ اگر ہمارے دل خشیت الٰہی سے معمور نہیں ہیں، اگر ہم اطاعت خداوندی کا وہ جذبہ نہیں رکھتے جو حضرت ابراہیمؑ کے دل میں تھا اور ہم اپنے اندر وہ بصیرت پیدا نہیں کرسکتے جس سے ہم خواب کے اشاروں کو سمجھ سکیں تو پھر ہماری یہ قربانی محض نمود ونمائش ہے۔ قربانی ہمیں یہ سبق اور پیغام دیتی ہے کہ ہم اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے سامنے اپنی خواہشات وجذبات اور تمام احساسات کو قربان کردیں۔

قربانی کے وقت کے متعلق مسائل

مَسْئَلَہ: قربانی کے تین دن ہیں، دس گیارہ اور بارہ ذی الحجہ، اس سے پہلے یا بعد میں

قربانی معتبر نہیں ہے۔(بدائع الصنائع:۴/۱۹۸، زکریا دیوبند)

مسئلہ: دس ذی الحجہ کو قربانی کرنا سب سے افضل ہے، اس کے بعد گیارہویں تاریخ اور پھر بارہویں تاریخ کا درجہ ہے۔(فتاوی شامی زکریا:۹/۴۵۸، مجمع الانھر:۴/۱۷۰) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قربانی کے دن دس ذی الحجہ اور اس کے بعد کے دو دن ہیں، البتہ یوم النحر یعنی دس ذی الحجہ کو قربانی کرنا افضل ہے۔(احکام القرآن للطحاوی:۲/۲۰۵)

مسئلہ: ایام قربانی میں قربانی دن میں ہی کرنی چاہیے، البتہ رات میں قربانی کرنا بھی بکراہت معتبر ہے۔لیکن اگر روشنی وغیرہ کا اچھا انتظام ہو، تاکہ اندھیرے کی وجہ سے ذبح میں کمی نہ رہ جائے، تو پھر بلا کراہت درست ہے۔(فتاوی شامی زکریا:۹/۴۶۳، مجمع الانھر:۴/۱۷۰، بدائع الصنائع:۴/۲۲۳)

مسئلہ: بارہویں ذی الحجہ میں سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے، جب سورج ڈوب جائے تو قربانی درست نہیں ہوگی۔(بدائع الصنائع:۴/۱۹۸)

مسئلہ: قربانی کا اصل وقت ۱۰/ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوکر ۱۲/ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک رہتا ہے، لیکن شہر اور قصبے اور ایسی بڑی آبادیاں جہاں عید کی نماز ہوتی ہو وہاں صبح صادق کے بعد عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے، بلکہ عید کی نماز کے بعد ہی قربانی درست ہوگی؛ البتہ جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو، جیسے چھوٹے گاؤں اور دیہات، تو وہاں صبح صادق کے بعد بھی قربانی کرنا درست ہے۔ (ملتقی الابحر:۴/۱۴۹، در مختار مع الشامی ۹/۴۶۰)

مسئلہ: اگر کسی نے عید کی نماز کے بعد خطبے سے پہلے قربانی کی تو قربانی درست

ہوجائے گی، لیکن ایسا کرنا بہتر نہیں ہے، افضل یہ ہے کہ خطبے کے بعد ہی قربانی کی جائے۔ (فتاوی شامی زکریا: ۹/۴۶۱، فتاوی ھندیه: ۵/۲۹۵)

مسئلہ: اگر کسی شہر میں عیدالاضحیٰ کی نماز کئی جگہ پر ہوتی ہو تو اگر کسی ایک جگہ پر بھی نماز پڑھ لی جائے تو پورے شہر والوں کے لیے قربانی کرنا درست ہوجائے گا، اس میں عیدگاہ یا جامع مسجد وغیرہ کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع: ۴/۲۱۱، فتاوی تاتارخانیه: ۱۷/۴۱۹، مجمع الانھر: ۴/۱۷۰)

قربانی کس پر واجب ہے؟

جو شخص آزاد ہو، مسلمان ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، مقیم ہو اور ایام قربانی میں نصاب کے بقدر مال کا مالک ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔ غلام، غیر مسلم، مجنون، نابالغ، مسافر اور جو صاحب نصاب نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (فتاوی شامی زکریا: ۹/۴۵۲، مجمع الانھر ۴/۱۶۶، بدائع الصنائع: ۴/۱۹۵)

نوٹ: قربانی واجب ہونے کے لیے آخری وقت کا بھی اعتبار ہے، یعنی اگر کوئی شخص قربانی کے اول وقت میں قربانی کا اہل نہیں تھا اور آخر وقت میں اہل ہوگیا تو اس پر قربانی واجب قرار پائے گی، مثلاً: غیر مسلم یا مرتد شخص آخر وقت میں مسلمان ہوگیا یا غلام آزاد ہوگیا یا مسافر مقیم ہوگیا یا فقیر نصاب کا مالک ہوگیا یا نابالغ بالغ ہوگیا یا مجنون عقل مند ہوگیا، تو ان سب صورتوں میں اس پر قربانی واجب ہوگی اور اگر اس کے برعکس ہوا تو قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (فتاوی ھندیه: ۵/۲۹۳)

قربانی کا نصاب

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا (۸۷/گرام ۴۸۰ ملی

گرام) یا ساڑھے باون تولہ چاندی (۶۱۲ر گرام ۳۶۰ ملی گرام) ہو، یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک مال یا ان تمام چیزوں یا بعض چیزوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، تو ایسے مرد اور عورت پر قربانی کرنا واجب ہے۔ (الجوھرۃ النیرۃ: ۱/۱۰۷)

یاد رہے کہ وہ چیزیں جو ضرورت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود و نمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئی ہوں اور پورا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی قربانی کے نصاب میں شامل ہوں گی۔ (بدائع الصنائع: ۲/۱۵۸۔ ردالمحتار: ۳/۳۴۶)

عورتوں پر قربانی

اکثر عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ قربانی کا تعلق صرف مردوں سے ہے، عورتوں سے نہیں، یہ بات سراسر غلط ہے۔ اگر کوئی عورت نصاب کے بقدر مال کی مالک ہے، تو اس پر بھی قربانی واجب ہے اور اس کا ادا کرنا خود عورت کی ذمہ داری ہے، ہاں اگر شوہر اس کی طرف سے کر دے تب بھی ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی شامی: ۹/۴۵۳)

جیل میں قید شخص پر قربانی

اگر کوئی شخص جیل میں قید ہے اور وہ مقیم ہے اور صاحب نصاب بھی ہے تو اس پر قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا واجب ہے، چاہے جیل میں کرے یا جیل سے باہر کسی دوسری جگہ پر کسی کو کہہ کر کرا دے۔ (فتاوی شامی: ۹/۴۵۳)

مقروض آدمی پر قربانی

اگر کسی آدمی کے پاس نصاب کے بقدر یا اس سے زیادہ مال ہے، لیکن اس کے

او پر قرض بھی ہے، تو اگر قرض نکالنے کے بعد اتنا مال بچ جائے جو نصاب کے بقدر ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔ اور اگر قرض نکالنے کے بعد نصاب سے کم مال بچ رہا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (فتاوی هندیه: ۵/۲۹۲)

فقیر آدمی کا ایام قربانی میں مال دار ہو جانا

اگر کوئی شخص پہلے سے فقیر تھا، عین قربانی کے دنوں میں یا قربانی کے تیسرے دن آخری وقت میں صاحب نصاب ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہے۔ (فتاوی شامی زکریا ۹/۴۵۸، فتاوی هندیه: ۵/۲۹۲)

مال دار کی قربانی کا جانور گم ہو جانا یا مر جانا

اگر کسی شخص پر قربانی واجب تھی اور اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا، لیکن قربانی سے پہلے وہ جانور گم ہو گیا یا مر گیا تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے۔ (فتاوی شامی: ۹/۴۷۱، بدائع الصنائع زکریا: ۴/۲۱۶)

مال دار شخص کا قربانی کے جانور کو بدلنا

مالدار آدمی کو اختیار ہے کہ وہ اپنا متعین کردہ جانور قربانی سے پہلے بدل لے اور اس کی جگہ پر دوسرے جانور کی قربانی کرے، کیونکہ مالدار شخص کے متعین کرنے سے قربانی کا جانور متعین نہیں ہوتا ہے، لہٰذا اسے بدلنے کا اختیار ہے۔ (البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۰، فتاوی تاتار خانیه: ۱۷/۴۱۱)

فقیر آدمی پر قربانی

فقیر شخص پر قربانی واجب نہیں ہے، لیکن اگر فقیر قربانی کی نیت سے جانور خرید لے تو اس پر قربانی واجب ہوجاتی ہے اور اس پر اسی متعین جانور کی قربانی لازم ہے۔ (فتاوی شامی: ۹/۴۷۱، فتاوی تاتار خانیہ: ۱۷/۴۱۱)

فقیر آدمی کی قربانی کا جانور گم ہوجانا یا مرجانا

اگر فقیر شخص نے کوئی جانور قربانی کی نیت سے خرید لیا تھا، پھر وہ قربانی سے پہلے گم ہوگیا یا مرگیا، تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع: ۴/۲۰۰، فتاوی تاتار خانیہ: ۱۷/۴۱۳، فتاوی شامی: ۹/۴۷۱)

فقیر آدمی کا قربانی کے جانور کو بدلنا

اگر فقیر آدمی نے قربانی کے لیے جانور زبان سے کہہ کر متعین کر لیا تھا، تو اب اس جانور کو بدلنے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ اسی متعین کردہ جانور کی قربانی لازم ہے۔ (البحر الرائق زکریا: ۹/۳۲۰، الفتاوی الولوالجیة: ۳/۸۲)

نابالغ اور پاگل کی طرف سے قربانی

نابالغ بچہ، دیوانہ اور پاگل شخص پر قربانی واجب نہیں ہے، اگرچہ وہ مال دار کیوں نہ ہوں، اسی طرح ان کے اولیاء پر بھی ان کی طرف سے قربانی لازم نہیں ہے، ہاں اگر اولیاء

ان کی طرف سے بھی قربانی کردیں تو بہتر ہے۔ (فتاوی شامی زکریا:۹/۴۵۸، تاتارخانیہ:۱۷/۴۰۷)

اہل خانہ اور اولاد کی طرف سے قربانی

اگر کسی باپ کا معمول ہے کہ وہ ہر سال اپنے اہل خانہ اور چھوٹے بڑے بچوں کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو استحساناً سب کی طرف سے قربانی درست ہوجائے گی، خواہ اہل خانہ نے باقاعدہ اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ (فتاوی شامی زکریا:۹/۴۵۷، محیط برھانی:۸/۴۷۳)

مرحومین کی طرف سے قربانی

اگر کوئی آدمی اپنے کسی مرحوم کی طرف سے نفلی قربانی کرے تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، قربانی ادا ہوجائے گی، اس کا ثبوت صحابہ کرام سے بھی ہے اور یہ سلسلہ امت میں بلا کسی اختلاف کے جاری ہے۔ اور اس طرح کی قربانی کا گوشت کوئی بھی کھاسکتا ہے، اس میں فقیر یا غریب کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ (فتاوی شامی ۹/۴۸۴)

حضورؐ کی جانب سے قربانی

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کرے تو یہ جائز ہے، قربانی ادا ہوجائے گی، اور یہ سعادت ونیک بختی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (فتاوی شامی زکریا:۳/۱۵۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے

بھی قربانی کرتے تھے اور انہوں نے فرمایا کہ نبی نے مجھے وصیت کی ہے کہ (ان کی وفات کے بعد) میں ان کی طرف سے قربانی کروں۔(سنن ابو داود، رقم: ۲۷۹۰)

قربانی کی قضا

اگر کوئی جانور قربانی کے لیے متعین تھا، لیکن وقت پر اس کی قربانی نہ کی جاسکی اور ایام قربانی گذر گئے، تو اگر وہ جانور موجود ہے تو اس جانور کو زندہ صدقہ کرنا ضروری ہے اور اگر جانور موجود نہ ہو تو پورے جانور کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔(فتاوی هندیه: ۵/۲۹۴، محیط برهانی: ۸/۴۶۴)

ایام قربانی میں واجب قربانی نہیں کی؟

اگر کسی شخص پر قربانی واجب تھی، لیکن اس نے قربانی کے دنوں میں قربانی نہیں کی اور نہ جانور خریدا، تو بعد میں اس کے لیے ایک بکرے کی قیمت کا غریبوں پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ یعنی اب بڑے جانور کے ساتوے حصے کی قیمت کافی نہ ہوگی، بلکہ پورے جانور کی قیمت دینی ضروری ہوگی۔(فتاوی هندیه: ۵/۲۹۶)

کئی سال سے واجب قربانی نہیں کی؟

اگر صاحب استطاعت شخص نے وسعت کے باوجود قربانی ترک کر دی اور کئی سال تک قربانی نہیں کی، تو ہر سال کی قربانی کے بدلے میں ایک بکرا یا بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہے۔(فتاوی شامی زکریا: ۹/۴۶۳، بدائع الصنائع: ۴/۲۰۴)

قربانی کے جانور اور ان کی عمریں

(۱) بکرا بکری، ایک سال کا مکمل ہو چکا ہو۔ اس کے ضمن میں پالتو بھیڑ دنبہ اور مینڈھے وغیرہ بھی شامل ہیں۔ البتہ دنبہ یا بھیڑ اگر فربہ اور صحت مند ہو تو ایک سال سے کم عمر میں بھی ان کی قربانی درست ہے، جب کہ چھ مہینے سے زیادہ کے ہوں۔ (۲) گائے، بھینس، کٹرا، بیل وغیرہ۔ دو سال کے مکمل ہو چکے ہوں۔ (۳) اونٹ، پانچ سال کا مکمل ہو چکا ہو۔ (فتاوی تاتار خانیہ: ۱۷/۴۲۵، فتاوی شامی: ۹/۴۶۶، البحر الرائق: ۹/۳۲۴)

قربانی کے جانوروں میں حصے

بھینس، کٹرا، گائے اور اونٹ وغیرہ بڑے جانور میں سات حصے دار شریک ہو سکتے ہیں؛ جبکہ بکرا، بکری وغیرہ چھوٹا جانور صرف ایک شخص کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع: ۴/۴۰۷، تبیین الحقائق: ۶/۴۷۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔ (صحیح مسلم: ۱/۴۲۴) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: اَلشَّاۃُ عَنْ وَاحِدٍ'' کہ بکری ایک آدمی کی طرف سے ہے۔ (اعلاء السنن: ۱۷/۲۱۰)

سبھی شریکوں کا عبادت کی نیت کرنا ضروری ہے

بڑے جانور میں حصہ لینے والے سبھی شریکوں کا قربت وعبادت کی نیت کرنا ضروری

ہے۔لہٰذا اگر کسی شریک کی نیت صرف گوشت کھانے کی ہوتو اس جانور میں حصہ لینے والے کسی بھی شخص کی قربانی درست نہیں ہوگی۔ (فتاوی شامی زکریا ۹/۴۷۲، فتاوی تاتارخانیہ ۱۷/۴۵۰)

چندلوگوں کا کسی ایک کی طرف سے قربانی کرنا

نفلی طور پر ثواب پہنچانے کی نیت سے اگر کئی لوگ مل کر ایک جانور میں یا جانور کے کسی ایک حصے میں مشترک طور پر شریک ہوجائیں اور اس کا ثواب کسی میت یا زندہ کو پہنچادیں، تو یہ درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اس سے دوسرے حصے داروں کی قربانی پر بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا۔(مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل: ۱۷/۲۰۷)

قربانی کا گوشت برابر تقسیم کرنا

اگر قربانی کے سب حصے دار اجنبی ہوں اور سب اپنا اپنا حصہ مکمل وصول کرنا چاہتے ہوں تو ایسی صورت میں قربانی کا گوشت اندازے سے تقسیم کرنا درست نہیں ہے، بلکہ تول کر تمام حصے داروں میں برابر تقسیم کرنا ضروری ہے۔(ملتقی الابحر: ۴/۱۶۸، فتاوی شامی: ۹/۴۶۰۔البحر الرائق: ۸/۱۹۸)

ذبح کے وقت تمام حصے داروں کا نام لینا

اگر بڑے جانور میں سب حصے دار متعین ہوچکے ہیں تو ذبح کے وقت ہر ایک کا نام لینا ضروری نہیں ہے، بلکہ مطلق ذبح سے بھی سب کی قربانی درست ہوجائے گی۔(فتاوی ھندیہ

۵/۲۹۴، بدائع الصنائع: ۴/۲۰۹)

دکھاوے کے لیے مہنگا جانور خریدنا

آج کل بعض لوگ محض ناموری، شہرت اور دکھاوے کے لیے مہنگے سے مہنگا جانور خریدتے ہیں اور پھر اس کا خوب چرچا کر کے خوش ہوتے ہیں، تو یہ ریا کاری ہے اور اس میں ثواب کی امید رکھنا بھی بے کار ہے۔ یاد رکھیں! اللہ تعالی کے نزدیک وہی عمل مقبول ہوتا ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے، ریا کاری اور دکھاوے کا جانور خواہ کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو اللہ کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے کہ قربانی عمدہ سے عمدہ جانور کی کرنی چاہیے، لیکن اس میں نمود و نمائش اور فضول خرچی سے بچنا بھی ضروری ہے۔ (مستفاد: مسائل قربانی وعقیقہ ۲۷)

لفظ اللہ اور محمد وغیرہ لکھے ہوئے جانور کی قربانی

آج کل بعض لوگ قربانی کے لیے ایسا جانور خریدتے ہیں جس کی کھال پر لفظ ''اللہ'' یا ''محمد'' وغیرہ کی شکل بنی ہوئی ہو، جس کی قیمت لاکھوں میں ہوتی ہے، پھر اس کی قربانی کر کے خوب خوش ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بہت بڑے ثواب کا کام کر لیا ہے۔ یاد رکھیں! ایسا جانور بھی عام جانور کے حکم میں ہے، اس کی قربانی کی الگ سے کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس صورت میں لاکھوں روپے میں صرف ایک قربانی ہو رہی ہے، جبکہ انہی پیسوں میں کئی سارے جانور خرید کر بہت سے لوگوں کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے، جو یقیناً زیادہ ثواب کا کام ہے۔

عیب دار جانوروں کی قربانی کے مسائل

مسئلہ: جس جانور کے سینگ کا کچھ حصہ اوپر سے ٹوٹ گیا ہو یا اس کا خول اتر گیا ہو اس کی قربانی درست ہے۔ اور اگر سینگ جڑ سے اُکھڑ گیا اور سینگ ٹوٹنے کا اثر دماغ تک پہونچ گیا، یعنی دماغ کی ہڈی میں سوراخ ہوگیا، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ (سنن الطحاوی: ۲/۲۷۱۔فتاوی شامی زکریا ۹/۴۶۷، مجمع الانہر: ۴/۱۷۱)

مسئلہ: جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں (یا بچپن میں ہی اس کے سینگ کی جگہ آگ سے جلادی گئی ہو جس کی وجہ سے سینگ نہ نکل سکے ہوں) اس کی قربانی درست ہے۔ (فتاوی شامی: ۹/۴۶۷)

مسئلہ: اگر جانور کا کان تھوڑا بہت (تہائی حصہ یا اس سے کم) کٹا ہے تو اس کی قربانی درست ہے، لیکن اگر کان کا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہے تو اس کی قربانی درست نہیں ہوگی۔ (جامع ترمذی: ۱/۲۷۲۔فتاوی شامی: ۹/۴۶۸، فتاوی تاتارخانیہ ۱۷/۴۲۹)

مسئلہ: جس جانور کے کان پیدائشی طور پر ایک یا دونوں نہ ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں ہوگی۔ (جامع ترمذی: ۱/۲۷۲۔در مختار مع الشامی: ۹/۴۶۹)

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر ٹوٹ چکے ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، اور جس کے دو چار دانت ٹوٹے ہوں کہ اسے چارہ کھانے میں زیادہ دشواری نہ ہوتی ہو تو اس کی قربانی میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (البحر الرائق زکریا: ۹/۳۲۳، فتاوی شامی: ۹/۴۶۹)

مسئلہ: زبان کٹا ہوا جانور جو چرنے پر قادر نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (فتاوی شامی: ۹/۴۷۰، فتاوی تاتار خانیه: ۱۷/۴۲۸)

مسئلہ: اگر جانور کی دم کا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹا ہوا ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر معمولی حصہ کٹا ہوا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ (اعلاء السنن: ۱۷/۲۳۷۔ فتاوی هندیه: ۵/۲۸۳۔ فتاوی شامی زکریا: ۹/۴۶۸)

مسئلہ: جو جانور اتنا دبلا پتلا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، لیکن اگر تھوڑا بہت دبلا ہے تو اس کی قربانی درست ہے، البتہ موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (فتاوی هندیه: ۵/۳۰۰)

مسئلہ: جو جانور بالکل لنگڑا ہو یا اس قدر لنگڑا ہو کہ چلتے وقت تین پاؤں زمین پر رکھتا ہو اور چوتھا پیر زمین پر رکھ ہی نہ سکتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ اور اگر چوتھا پاؤں زمین پر ٹیک کر لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ (سنن ابو داؤد: ۲/۳۸۷۔ ردالمحتار: ۹/۵۳۶۔ البحر الرائق: ۹/۳۲۳)

مسئلہ: بکری کے دو تھنوں میں سے ایک تھن اگر خشک ہو جائے یا کٹ جائے تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، اسی طرح گائے بھینس وغیرہ کے اگر دو تھن سوکھ جائیں یا کٹ جائیں تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر گائے بھینس وغیرہ کے چار تھنوں میں سے ایک تھن سوکھ جائے یا کٹ جائے تو اس کی قربانی درست ہے۔ (فتاوی تاتار خانیه: ۱۷/۴۳۰، فتاوی شامی: ۹/۴۶۹)

مسئلہ: جانور اگر اندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی نہ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے، اور اگر روشنی تہائی سے کم گئی ہے تو قربانی جائز ہے۔ (فتاوی هندیه: ۵/۳۶۸)

مَسْئَلہ: گابھن جانور کی قربانی مکروہ ہے، جبکہ ولادت کا وقت قریب ہو۔ (فتاوی شامی ۹/۴۴۱)

مَسْئَلہ: خصی جانور کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ افضل اور مسنون ہے، کیونکہ اس کا گوشت غیر خصی سے اچھا ہوتا ہے۔ (سنن ابو داؤد: ۲/۳۸۵۔ فتاوی شامی: ۹/۴۶۷، البحر الرائق: ۹/۳۲۳)

مَسْئَلہ: اگر خریدتے وقت جانور صحیح سالم تھا، لیکن بعد میں عیب دار ہوگیا تو مالدار پر اس کے بجائے دوسرے صحیح سالم جانور کی قربانی لازم ہے۔ اور اگر فقیر ہے تو اسی عیب دار جانور کی قربانی کر سکتا ہے، دوسرے جانور کی قربانی اس پر لازم نہیں ہے۔ (فتاوی شامی: ۹/۴۷۱، بدائع الصنائع: ۴/۲۱۶)

مَسْئَلہ: جو جانور پہلے سے صحیح سالم تھا، لیکن قربانی کے لیے کوشش کرتے وقت (اچھل کود وغیرہ کی وجہ سے) عیب دار ہوگیا، تو اس کی قربانی درست ہے، شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (البحر الرائق: ۹/۳۲۴، بدائع الصنائع: ۴/۲۱۶)

مَسْئَلہ: جس جانور کے کھجلی یا خارش ہو اس کی قربانی بھی درست ہے۔ البتہ اگر خارش کی وجہ سے بالکل دبلا پتلا ہوگیا ہو اور اس کا اثر گوشت تک پہونچ گیا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ (فتاوی هندیه: ۵/۱۹۸)

مَسْئَلہ: بانجھ جانور جو شروع سے ہی بچے نہ جنتا ہو یا ایک دو بچے جن کر بچے جننے بند کر دیے ہوں تو اس کی قربانی بھی درست ہے۔ (امداد الفتاوی: ۳/۵۵۹)

قربانی کے جانور کے دودھ کا استعمال

اگر کسی شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو خریدنے کے بعد اس جانور سے

دودھ نکالنا خواہ اپنے استعمال کے لیے ہو یا فروخت کرنے کے لیے، جائز نہیں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے دودھ نکال لیا یا دودھ نکالنا ضروری ہوگیا، مثلا جانور دودھ دینے والا ہے، تو اس صورت میں دودھ یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (الفتاوی الھندیہ: ۵/۳۰۰۔ البحر الرائق: ۸/۳۲۷۔ بدائع الصنائع ۴/۲۱۹)

نوٹ: بعض جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جانور کے دودھ کو صدقہ کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ وہ جانور گھر پر چارہ نہ کھاتا ہو بلکہ باہر چر کر گزارا کرتا ہو، لیکن اگر اسے گھر پر چارہ کھلایا جاتا ہو، جیسا کہ آج کل عام معمول ہے تو اس کے دودھ کو صدقہ کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ خود بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ (ھندیۃ ۵/۳۰۱)

جانور ذبح کرنے کا مسنون طریقہ

(۱) افضل یہ ہے کہ اپنی قربانی خود اپنے ہاتھ سے کرے اگر خود نہ کر سکے تو کم از کم ذبح کے وقت سامنے موجود رہے۔ (فتاوی شامی: ۹/۴۷۴) حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ہاتھ سے قربانی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہی وسفیدی مائل رنگ کے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی، اپنے دست مبارک سے ان کو ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَکْبَرُ" پڑھا۔ (صحیح مسلم ۳۶۳۷)

(۲) جانور کو لٹانے سے پہلے چھری کو تیز کرنا مستحب ہے، تاکہ ذبح کے وقت جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ (فتاوی تاتارخانیۃ ۱۷/۳۹۶)

(۳) جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹادیں یعنی اس کے پیر قبلہ کی طرف کردیں اور اپنا دایاں پاؤں اس کے شانے پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کریں۔ (اعلاء السنن

کراچی ۱۷/۱۳۷۔ مسبوط سرخسی، بیروت: ۱۲/۳)

(۴) ذبح کے وقت قربانی کی نیت کرے، دل سے بھی نیت کافی ہے، اس کے لیے زبان سے الفاظ ادا کرنے ضروری نہیں ہیں۔ (فتاوی هندیه ۵/۲۹۱)

(۵) ذبح کرتے وقت "بسم اللہ اللہ اکبر" پڑھنا ضروری ہے، یعنی اللہ کے نام سے ذبح کرنا ضروری ہے۔ (فتاوی تاتارخانیة ۱۷/۳۹۸)

(۶) ذبح کرنے سے پہلے یہ آیتیں پڑھنا بھی ثابت ہے۔ **إِنِّيْ وَجهتُ وَجهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ★ قُلْ اِنَّ صَلاَتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ★ لاَ شَرِيْکَ لَــهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔** (سنن ابو داؤد ۲/۳۸۶، بدائع الصنائع ۴/۲۲۲)

(۷) ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے: **اللّٰھم تقبل مني کما تقبلت من حبیبک محمد صلی اللہ علیه وسلم ومن خلیلک ابراهیم علیه السلام۔** (فتاوی تاتارخانیة: ۱۷/۴۰۰)

مذکورہ دعا اس وقت ہے جبکہ اپنی طرف سے ذبح کرے اور اگر کسی دوسرے کی طرف سے ذبح کر رہا ہے تو "اللھم تقبل من" کے بعد اس شخص کا نام لے، یا اگر بڑا جانور ذبح کر رہا ہے تو لفظ "من" کے بعد سارے حصے داروں کا نام لے۔

ذبح کے وقت اردو میں اللہ کا نام لینا

اگر جانور ذبح کرتے وقت اردو میں اللہ کا نام لیا مثلاً کہا: "اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں" تب بھی جانور حلال ہو جائے گا، یعنی عربی کے ہی کلمات پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ (فتاوی شامی: ۹/۴۳۷، البحر الرائق ۹/۳۰۸)

ایک بسم اللہ سے کئی جانور ذبح کرنا

اگر کئی جانوروں کو الگ الگ جگہوں پر لٹایا جائے یا پے در پے لٹایا جائے تو ایک بسم اللہ سب کے لیے کافی نہیں ہوگی، بلکہ ہر جانور کے لیے الگ الگ بسم اللہ پڑھنی ضروری ہوگی۔ (فتاوی شامی زکریا ۹/۴۳۹، البحر الرائق ۹/۳۰۷)

ذبح میں مدد کرنے والے بھی بسم اللہ پڑھیں

جو شخص جانور کو ذبح کرانے میں چھری چلانے والے کا مددگار ہو، مثلاً چھری میں ہاتھ لگا رہا ہو تو اس پر بھی بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔ (فتاوی شامی زکریا: ۹/۴۸۲)

ذبح کرتے وقت بسم اللہ بھول جانا

اگر مسلمان شخص ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ حلال ہے، لیکن اگر جان بوجھ کر بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیا تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔ (البحر الرائق ۹/۳۰۶، فتاوی تاتارخانیة ۱۷/۴۰۱)

جانور کا ذبح کب متحقق ہوگا؟

جانور کے گلے میں چار شہ رگیں ہوتی ہیں (۱) حلقوم: یہ وہ رگ ہے جس سے سانس لیا جاتا ہے۔ (۲) مری: یہ وہ رگ ہے جس سے کھانا پانی اندر جاتا ہے۔ (۳۔۴) خون کے دوران والی دو رگیں۔ ان چار رگوں میں سے اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور

حلال ہوجاتا ہے اور شرعی طور پر ذبح کا تحقق ہو جاتا ہے۔ (فتاوی شامی زکریا: ۹/۳۵۶، فتاوی ھندیہ ۵/۲۸۷)

عورت کا ذبیحہ

عورت کے لیے بھی جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے، جبکہ وہ اچھی طرح ذبح کرنا جانتی ہو، مسلمان عورت کا ذبیحہ بلاشبہ حلال ہے۔ (اعلاء السنن کراچی: ۱۷/۲۹، فتاوی شامی: ۹/۴۳۰)

باشعور بچے کا ذبیحہ

اگر نابالغ بچہ باشعور ہو اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے پر قادر ہو تو وہ بھی جانور ذبح کرسکتا ہے، اور اس کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ (فتاوی شامی زکریا: ۹/۴۳۰، الفتاوی السراجیۃ: ۳۸۱)

قربانی کا گوشت کہاں خرچ کریں؟

افضل اور بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں (۱) ایک حصہ غریبوں میں تقسیم کردیں۔ (۲) دوسرا حصہ اپنے رشتہ داروں اور دوست واحباب وغیرہ کو پیش کریں۔ (۳) تیسرا حصہ خود اپنے استعمال میں لائیں۔ اور اپنی قربانی میں سے خود کھانا بھی مستحب ہے۔ (اگر ضرورت ہو تو سارا گوشت اپنے استعمال میں بھی لاسکتے ہیں اور سارا صدقہ بھی کرسکتے ہیں)۔ (فتاوی شامی زکریا ۹/۴۸۴، بدائع الصنائع:

۴/۲۲۴، فتاوی تاتارخانیۃ: ۱۷/۴۳۷)

غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا

قربانی کا گوشت کسی غیر مسلم کو دینا بھی جائز ہے، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ (فتاوی تاتارخانیة: ۱۷/۴۳۷، اعلاء السنن کراچی: ۱۷/۲۵۸، فتاوی ھندیة ۵/۳۰۰)

قربانی کا گوشت فروخت کرنا

اصل تو یہی ہے کہ قربانی کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اپنے استعمال میں لائیں یا مستحقین اور ضرورت مندوں میں تقسیم کردیں؛ لیکن اگر گوشت اتنا زیادہ ہو کہ اس کے ضائع ہونے اور خراب ہونے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں ضائع کرنے کے بجائے بہتر یہ ہوگا کہ اسے فروخت کرکے اس کی قیمت غریبوں اور مستحقین میں تقسیم کردی جائے۔ (بدائع الصنائع: ۴/۲۲۵۔ فتاوی تاتارخانیة: ۱۷/۴۴۱، ملتقی الابحر: ۴/۱۷۴)

قربانی کا گوشت ولیمہ اور لڑکی کی شادی وغیرہ میں کھلانا

قربانی کا گوشت دعوتِ ولیمہ، لڑکی کی شادی اور دیگر کسی تقریب وغیرہ میں رشتہ داروں اور دوست واحباب وغیرہ کو بھی کھلایا جاسکتا ہے، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ (فتاوی شامی زکریا: ۹/۴۷۲)

قربانی کی کھال کا استعمال

بہتر یہ ہے کہ قربانی کی کھال صدقے میں دے دی جائے، البتہ اس کو اپنے ذاتی

استعمال میں لانا بھی جائز ہے جبکہ دباغت وغیرہ کے ذریعے اس کو پاک کرلیا جائے۔ (فتاوی هندیه: ۳/۳۷۲۔ تبیین الحقائق زکریا: ۶/۴۸۶، ملتق الابحر: ۴/۱۷۴، فتاوی شامی: ۹/۴۷۵)

قربانی کی کھال مدارس میں دینا

قربانی کی کھال مدارس کے نادار طلبہ کو بطور صدقہ دینا درست ہے، اس میں صدقہ اور علم دین کی اشاعت میں تعاون دونوں کا ثواب ملے گا۔(کتاب الفتاوی: ۴/ ۱۵۲، جواہر الفقہ: ۱/ ۴۵۲، فتاوی محمودیہ: ۱۷/ ۴۶۲)

قربانی کی کھال مساجد میں دینا

قربانی کی کھال مسجد میں اس مقصد سے دینا کہ اسے فروخت کر کے مسجد کی مختلف ضروریات میں خرچ کیا جائے درست نہیں ہے۔اسی طرح قربانی کی کھال مسجد کے امام اور مؤذن کو تنخواہ اور معاوضہ کے طور پر دینا بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ، میرٹھ ۲۶/ ۳۷۸-۳۷۹)

قربانی کی کھال ہدیہ کرنا

قربانی کی کھال بعینہ کسی کو ہدیہ بھی کر سکتے ہیں، اس میں مالدار اور غریب کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے۔(فتاوی شامی: ۹/۳۹۸، الدر المنتقی بیروت: ۴/۱۷۵)

قربانی کے جانور کی رسی وغیرہ صدقہ کرنا

قربانی کی کھال کے ساتھ جانور کی رسی زنجیر اور جھول وغیرہ بھی صدقہ کردینا مستحب ہے، اور اگر ان چیزوں کو بیچ دیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ اگر رسی زنجیر وغیرہ خود استعمال کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ (فتاوی هندیه: ۵/۳۰۰۔فتاوی شامی: ۹/۴۷۴، فتاوی تاتارخانیة: ۱۷/۴۴۲)

قصائی کی اجرت جانور میں سے دینا

جانور ذبح کرنے اور گوشت بنانے والے قصائی کی اجرت قربانی کی کھال، چربی، پھیپڑے اور گوشت وغیرہ کے ذریعے ادا کرنی درست نہیں ہے؛ بلکہ قصائی کی اجرت الگ سے دی جائے۔ (فتاوی شامی زکریا: ۹/۴۷۵، البحر الرائق: ۹/۳۲۷)